۲۔ عارف افتخار، مقتدرہ قومی زبان۔۔۔ ماضی، حال اور مستقبل، مشمولہ: اخبارِ اردو، ماہنامہ، جلد ۲۶، شمارہ ۷، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، جولائی ۲۰۰۹ء، ص:۲

۳۔ ایضاً، ص:۳

۴۔ فاطمہ کنیز، اردو زبان اور قائداعظم، مشمولہ: نورِ تحقیق، شمارہ ۲، لاہور: لاہور گیریژن یونیورسٹی، اپریل تا جون ۲۰۰۷ء، ص:۱۴۲

۵۔ ایضاً، ص:۱۴۱

۶۔ اختر، مہر سعید، قائداعظم کے تعلیمی تصورات، مشمولہ: تعلیمی زاویے، سہ ماہی مجلّہ، شمارہ ۲، جلد ۲۷، اسلام آباد: پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اپریل ۲۰۱۶ء، ص:

۷۔ محمود الرحمٰن، ڈاکٹر، اردو زبان کی تاریخی اہمیت، مشمولہ: علم کی روشنی، شش ماہی جریدہ، جلد ۱۰، شمارہ ۱۱، ص:۵۴

۸۔ ایضاً، ص:۵۵

۹۔ ایضاً، ص:۵۵

۱۰۔ ایضاً، ص:۵۵

۱۱۔ جعفری، رئیس احمد، کوئٹہ میں شہری سپاس نامہ، مرتبہ: خطباتِ قائداعظم، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۵ جون ۱۹۴۸ء، ص:۵۹

۱۲۔ شفیع، نادیہ، اردو بطور قومی زبان اور تدریس، مشمولہ: تعلیمی زاویے، جلد ۳، شمارہ ۲، لاہور: دفتر تعلیمی زاویے، اکتوبر ۱۹۹۲ء، ص:۹۲

۱۳۔ نشتر، محمد اسلام، قومی زبان کا نفاذ اور محققین کی ذمہ داریاں، مشمولہ: علم وفن، شش ماہی جریدہ، جلد ۲، اسلام آباد: ادارۂ فروغِ قومی زبان، ۲۰۱۶ء، ص:۶۔۵

۱۴۔ نشتر، محمد اسلام، قومی زندگی میں قومی زبان کا مقام، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء، ص:۲۵۵

۱۵۔ محمد ارشد اویسی، ڈاکٹر، پنجاب اسمبلی اور مسودات برائے نفاذِ قومی زبان، مشمولہ: علم وفن، شش ماہی، جلد ۲، شمارہ ۶، ۲۰۱۵ء، ص:۳۹۔۳۶

☆......☆......☆

افکارِ قائدِ اعظم

نرگس بانو

Nargis Bano

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

If history of any nation is recalled then nature, rule will definitely be seen. It is observed that if any nation lost its politicised structure then it loses its everything. At this condition of decentralization many party/groups due to loss of vision opted wrong leader, thus had erased themselve from the history. A decade before muslim of India did the same and now are lingring as strangers, But infact due to blessing of God in this decentralized era, voice of muslim has been echoed like a good news and that great man has saved to milliuon muslims from terrible havic. M. Ali Jinnah is the man who make over the fate of Indial muslims and gave them great land of Pakistan. He is also accepted as the famous leader of East. Critic from Hindus called him shadow or soul of Mughal King. But people of Islamic state gave him beautiful name Quaid-e-Azam and accepted him with full soul as father of nation.

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

ماضی کا شعور مستقبل کی راہ میں چراغ جلاتا ہے اور قوموں کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ شعور اپنی تاریخ کے ادراک سے پیدا ہوتا ہے، کسی قوم کی تاریخ اس قوم کے حافظے کی مانند ہوتی ہے اور جو قوم اپنی تاریخ بھلا دے گویا وہ اپنے حافظے سے محروم ہو جاتی ہے۔

رچرڈ نکس نے اپنی کتاب ''لیڈرز'' میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ رہنما کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اچھی بات سے واقف ہو بلکہ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس پر عمل بھی کرے۔ جنرل جہانداد خاں (جے۔کے) نے اپنی سوانح حیات تحریر کی ہے جس میں لکھا ہے کہ ایسے رہنما کی تعداد بہت ہی کم ہے جو اچھی بات سے واقف بھی تھے اور اس پر عمل کرنے کی اہلیت بھی رکھتے تے۔ تاریخ تفسیرات کا مجموعہ ہے اور ایسے حادثات سے بھری پڑی ہے جہاں قومیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ ارض ہند سے مسلمانوں کا تمدنی شیرازہ بکھرا تو اس ڈوبتی اور سسکتی قوم کو ایک عظیم ہستی جس کی رگ رگ میں کلمۂ توحید رچی بسی تھی، نے نہ صرف سہارا دیا بلکہ اسے اس قابل بنایا کہ اپنا موٴقف بیان کرسکیں۔ اس ڈگمگاتی قوم میں ایسی روح پھونکی کہ وہ باطل قوتوں کے سامنے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی اور جرأت کی وہ داستان رقم کی کہ صفحۂ ہستی پر ایک نئے مملکت کا قیام وجود میں آیا۔ مسلمانوں کی تاریخ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ انھوں نے ایک خاص خطے یا مخصوص نسل کے لیے نہیں بلکہ ایک عالمگیر تحریک کے علم بردار بن کر اُٹھے اور ساری دنیا پر چھا گئے۔ برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت ۷۱۲ میں قائم ہوئی اور کم وبیش گیارہ صدیوں تک قائم رہی۔ اس دور حکومت میں ہندوؤں کو کما حقہٗ اہمیت دی گئی۔ اس کے باوجود انھیں مسلمانوں کا وجود گوارہ نہ تھا۔ ۱۸۵۷ء کا سنہ تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی سال آخری مغل شہنشاہ کو تختِ دہلی سے معزول کر دیا گیا اور اس کا برائے نام اقتدار مکمل طور پر انگریزوں کو منتقل ہو گیا۔

سرسید اور اس دور کے دوسرے رفقاء نے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے مختلف ادوار میں مختلف تحریکیں چلائیں۔ ان تحریکوں کو کامیاب بنانے کے لیے اخبارات اور رسائل نے اہم کردار ادا کیا۔ مسلمانوں پر چھایا یاسیت اور قنوطیت کا طلسم ٹوٹ گیا۔ انھوں نے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کرنے کے لیے دوبارہ کوشش شروع کر دی۔ ۱۹۱۲ء میں جنگِ بلقان کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر سیاسی حلقے سے ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا باقاعدہ باضابطہ اجلاس ۲۹۔۳۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کو کراچی میں ہوا جس میں مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کا ازسرِ نو تعین کیا گیا۔ اس تحریک کے رہنما محمد علی جناح تھے جن کی کوششوں سے متاثر ہو کر خود ہندوؤں نے انھیں پیامبر اتحاد کا خطاب دیا لیکن جنگ کے بعد رولٹ ایکٹ کے منظور ہونے پر اہلِ ہند نے شدید ناراضگی کا اظہار کیا۔ سائمن کمیشن کے خلاف ایک احتجاجی جلسہ محمد علی جناح نے بمبئی میں ترتیب دیا۔ کانگرس نے ہندوستان کے لیے آئین مرتب کرنے کے لیے موتی لال نہرو کی سربراہی میں کمیٹی قائم کر لی۔ اس موقع پر قائداعظم نے کہا:

> ''اب ہمارے راستے کانگرس سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ نہرو رپورٹ مسلمانوں کے لیے ناقابلِ قبول ہے، اور اس کے ساتھ ہی اُنھوں نے چودہ نکات پر مشتمل اپنے مطالبات کی سکیم پیش کی۔''(۱)

کائنات میں یہ وصف گنے چنے اور منتخب افراد کو ہی ملتا ہے کہ ان کا وجود کسی قوم یا ملک کا حصہ بن جائے جن کے نام یا تصور کے بغیر ان کی قوم کی نمود یا اس کا تصور مشکل ہو کیوں کہ عام طور پر قوموں کے حوالے سے افراد پہچانے جاتے ہیں لیکن جب کسی فرد کے حوالے یا تعلق سے اس قوم کو پہچانا جائے تو وہ فرد یقیناً تاریخ ساز ہے اور اس پر خالق ارض وسما کا لطفِ خاص ہے۔ قائداعظم بھی ان چند افراد میں شامل ہیں جنھیں یہ امتیاز اور مقام حاصل ہے کہ انھوں نے ایک قوم بنائی اور نہ صرف ایک قوم بنائی بلکہ اسے ایک وطن بھی حاصل کر کے دیا۔ قائداعظم نے ۱۷ فروری ۱۹۲۰ء میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''انڈین نیشنل کانگرس اور پاکستان مسلم لیگ دونوں مغرب زدہ، تعلیم یافتہ تنخواہ دار طبقے کی نمائندہ جماعتیں ہیں۔'' (۲)

۱۹۲۷ء میں سائمن کمیشن کے تعاون کے سوال پر مسلم لیگ دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ایک گروہ کی قیادت محمد علی جناح اور دوسرے کی قیادت سر شفیع کر رہے تھے۔ پاک و ہند میں سب سے پہلے کانگرس نے جدوجہد آزادی کی حمایت کی تھی۔ نہرو رپورٹ منظرِ عام پر آئی تو آل انڈیا مسلم لیگ اس کے لیے کوئی حتمی فیصلہ نہ کر سکی۔ ۲۶ مارچ ۱۹۲۹ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے جلسہ میں یہ مسئلہ بخیر و خوبی حل ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی تینوں جماعتیں مختلف الخیال ہو گئیں مسلم لیگ کونسل کے جلسہ کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح کر رہے تھے۔ انھوں نے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی غرض سے تیرہ نکات پر مشتمل سفارشات پیش کیں۔ انھوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا:

''میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ برطانیہ کا مقصد سائمن کمیشن کی تقرری سے یہ ہے کہ ہندوستان کی حکومت کے لیے تحقیقات اور جانچ پڑتال کرے جس کی بنا پر پارلیمنٹ میں رپورٹ پیش کر دی ہے، ادھر کمیشن نے اپنی تحقیقات کا باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے، ادھر نہرو رپورٹ ہمارے سامنے ہے لہٰذا ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ایسے موقع پر مسلمانانِ ہند، ہندوستان کے لیے آئین کے متعلق اپنی پالیسی اور پروگرام تیار کرنے کے لیے آمادہ ہیں یا نہیں۔ اگر مسلمان عزت و وقار برقرار رکھنے کے خواہاں ہیں تو جلد از جلد اس کے متعلق ایک مشترکہ فیصلہ کریں۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ملک کی فلاح و بہبود کی خاطر ہر عناد و تکرار کو ختم کر کے متحد ہو جائیں۔'' (۳)

برطانیہ نے ہندوستان کو آزادی دینے کا وعدہ کیا۔ ہندوؤں نے شروع ہی سے شور مچانا شروع کر دیا تھا کہ ہندوستان کی نمائندہ جماعت واحد کانگرس ہے۔ نہرو رپورٹ میں مسلم لیگ کی تمام سفارشات کو نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ اس طرح نہرو رپورٹ نے مسلمانوں کے اندرونی اختلافات کو ختم کر

کے انھیں قومی سطح پر کسی حد تک متحد کر دیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں اور ہندوؤں کی راہیں بھی متعین کر دیں۔ محمد علی جناح نے پٹنہ میں مسلم لیگ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ہندوؤں کے عزائم پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

> ''کہ وہ بات تو قومی حکومت کی کرتے ہیں مگر ان کا مقصد صرف ہندو حکومت ہوتا ہے۔ ان کا مقصد ہے کہ مسلمان بچے ہر صورت میں بندے ماترم کو اپنے قومی ترانے کے طور پر تسلیم کر لیں، چاہے ان کا مذہب اس کی اجازت دے یا نہ دے۔ یہ بت پرستی بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ یہ گیت مسلمانوں کے لیے نفرت کا ترانہ ہے۔''(۴)

نہرو رپورٹ کے منظرِ عام پر آتے ہی مسلم لیگ نے واضح کر دیا کہ جداگانہ انتخابی نشستوں اور وفاقی طرزِ حکومت کے ایشوز پر کوئی سمجھوتا نہیں ہوگا چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۹ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس ہوا جس میں قائداعظم اور سر شفیع دونوں نے شرکت کی۔ انھوں نے اس کے مقابل ایک متبادل ایجنڈا پیش کرنے کا فیصلہ کیا جو مسلمانوں کے حقوق کی پاسداری کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ کانگرس اپنی مکاری اور چالاکی سے ہندوستان پر قابض ہونے کے خواب دیکھ رہی تھی۔ دوراندیش قائد اعظم ان کی فطرت سے بخوبی واقف تھے۔ انھوں نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''صوبائی اختیارات کے تحفظ مجلسِ قانون ساز میں اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کی خاطر خواہ نمائندگی، جغرافیائی تبدیلیوں کے ذریعے مسلم اکثریتی علاقوں پر اثر انداز ہونے سے احتراز، تمام مذاہب کے پیروکاروں کو عبادت، تبلیغ، تبدیلی مسلک اور تعلیم کے حوالے سے مکمل آزادی کی فراہمی، سندھ کی صوبائی حیثیت کی بحالی، بلوچستان اور شمالی سرحدی صوبہ جیسے پس ماندہ خطوں میں دوسرے صوبوں کی طرح انتظامی و سیاسی اصطلاحات حکومت کے انتظامی شعبہ جات میں مسلمانوں کی خاطر خواہ نمائندگی، مسلم ثقافت، اسلامی لسان و تعلیم، قوانین اور مسلم فلاحی اداروں کو آئینی تحفظ کی فراہمی اور صوبائی اور مرکزی کابینہ میں مسلمانوں کی کم از کم ایک تہائی نمائندگی کی تجاویز پیش کیں۔''(۵)

پہلی جنگِ عظیم کے دوران برطانوی حکومت نے اہلِ ہند سے وعدہ کیا تھا کہ انھیں جنگ کے فوری بعد خود مختاری دے دی جائے گی۔ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد انگریز کے تیور بدل گئے۔

اس نے نہ صرف خودمختاری کا اعلان کیا بلکہ تحریکِ آزادی کو کچلنے کے لیے رولٹ ایکٹ کے تحت ظالمانہ قوانین نافذ کر دیے۔ ردِعمل کے طور پر ہندوستان بھر میں احتجاج کی لہر اُٹھی، جا بجا ہنگامے اور فسادات شروع ہو گئے۔۱۹۲۲ء تک تقریباً ہندو اور مسلمان اکٹھے ملک کی آزادی کے لیے کوشاں تھے مگر اس کے بعد سیاسی حقوق کی تقسیم کے سوال پر ان کے درمیان مغائرت کی خلیج وسیع ہونے لگی جس نے ۱۹۲۶ء میں ہندوؤں اور خصوصاً یو۔پی کے مسلمانوں کے درمیان خوفناک لڑائی کی شکل اختیار کر لی۔ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۲ء میں لندن میں گول میز کانفرنسیں منعقد ہوئیں جن میں شمولت کے لیے ہندوستان کے سرکردہ لیڈر بلائے گئے لیکن تقسیمِ اختیارات کے مسئلہ پر سمجھوتا نہ ہو سکا۔ ۱۹۳۹ء کے خاتمہ کے ساتھ ہی ہندو مسلم اتحاد کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔ ۱۹۴۰ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

> ''کانگرس جنگِ عظیم سے فائدہ اٹھا کر مکمل آزادی حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن جب تک مسلمانوں کا وجود بحیثیت الگ قوم تسلیم نہیں کیا جاتا، یہاں آزادی کا کوئی خواب بھی پورا نہیں ہوسکتا۔ مسلمان اور ہندو دو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے ہندو مسلمان اتحاد کے مسئلے پر بہت غور کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ تصور نہ صرف قابلِ عمل ہے بلکہ ناممکن ہے۔''(۶)

اس اجلاس میں کسی مقرر نے پاکستان کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا لیکن ہندو اخبارات نے اسے ''قراردادِ پاکستان'' کا نام دے کر مشکل آسان کر دی۔ ملی تشخص کے زندگی بخش احساس نے فی الواقع اسلامیانِ ہند کے منتشروں کو ایک محکم چٹان میں تبدیل کر دیا تھا اور دس کروڑ مسلمان ایک زندہ اور پائندہ قوم کی حیثیت سے لیگ کے ہلالی جھنڈے تلے محمد علی جناح کی قیادت میں بے باکانہ قافلہ ملت کے ساتھ کامیابی کی منزلیں طے کرتے جا رہے تھے۔ مبدا فیض کی یہ عینکرم گستری ہے کہ اس کس مپرسی کے عالم میں اسلامیان ہند کے اس رہبر فرزانہ کے نحیف و نزار جسم میں ایسی بجلیاں پنہاں کر رکھی تھیں کہ یہ ننھی سی جان ناتواں منزل سے پہلے کہیں رکنے کا نام نہیں لیتی تھی۔

چنانچہ ہجوم مشکلات کے باوجود یہ محسن اعظم پوری جواں ہمتی کے ساتھ ایک کیف عزائم میں سرمست منزل مقصود کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان اب کوئی فرقہ یا اقلیت نہ تھے۔ وہ ایک قوم تھے جن کا جداگانہ سیاسی وجود تھا۔ اسلامیانِ ہند برسوں سے اپنے دل کی گہرائیوں سے اس لفظ کو ٹٹول رہے تھے۔ اس نے قوم کا لفظ بتا کر گویا دس کروڑ مسلمانوں کی ترجمانی کر دی اور انھیں زندہ رہنے کا راز بتا دیا۔ ان کی تقدیریں بدل دیں۔ اسلامیانِ ہند اور ان کی آئندہ نسلیں محسن اعظم قائداعظم محمد علی جناحؒ کے اس احساس کو کبھی فراموش نہ کر سکیں گی چنانچہ قائداعظم نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور کے

تاریخی اجلاس میں اپنے سیاسی مؤقف کا اعلان کرتے ہوئے کہا:

''اس قوم کو جداگانہ گھر کی ضرورت ہے۔ان دس کروڑ مسلمانوں کو جو اپنی تمدنی اور معاشرتی صلاحیتوں کو اسلامی خطوط پر ترقی دینا چاہتے ہیں ایک اسلامی ریاست کی ضرورت ہے جو مسلم اکثریت کے صوبوں میں بنائی جاسکتی ہے۔''(۷)

کانگرس کی ابتدا کافی عرصہ پہلے ہوئی تھی اور اسے سرکردہ رہنماؤں کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس کے برعکس مسلم لیگ ابھی نومولود جماعت تھی۔کانگرس کو انفرادی برتری بھی حاصل تھی۔اس لیے وہ تنہا ہندوستان پر حکومت کرنے کا سوچ رہی تھی جب کہ پاکستان منظور کرنے میں تاخیر سے کام لینا مسلمانوں اور ہندوؤں کے لیے کسی طرح بھی بہتر نہیں تھا۔حالات نے ثابت کر دیا تھا کہ اگر انھیں آزادی عزیز ہے اور وہ ہندوستان کی خودمختاری اور اس کا استقلال چاہتے ہیں تو انھیں اس حقیقت کو قبول کرنا ہوگا کہ اس کے حصول میں سب سے قریبی راستہ پاکستان پر رضامند ہونا ہے۔مسلم لیگ نے واضح کر دیا کہ یا تو اس بات پر متفق ہو جاؤ ورنہ وہ تمھارے بغیر ہی اس کو حاصل کر کے دم لیں گے۔اس کے لیے کون سا طریقہ اپنانا ہے۔یہ حالات و واقعات پر منحصر ہے۔قائداعظم نے ۵ جون ۱۹۴۲ء کو مسلم لیگ کے اختتامی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا:

''جن صوبوں میں کانگرس کو طاقت حاصل ہے ان صوبوں کی بلاؤں کا علاج ایک ہی ہے پاکستان۔۔۔۔جب پاکستان قائم ہو جائے گا تو ان کے سوچنے کا زاویہ بھی بدل جائے گا۔اس وقت بدقسمتی سے ہندوؤں کے دماغ میں ہوا بھری ہوئی ہے اور یہاں کہیں کانگرسی وزارت بنی ہے وہاں ہندو راج قائم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایسے مرض کا علاج کوئی نہیں جس وقت انسان دیوانگی کی حالت میں ہو تو پاگل خانہ اس کی صحیح جگہ ہے۔کانگرس کی وجہ سے ہندو ضدی، ظالم اور تشدد پسند ہو گیا ہے۔ مجھے امید ہے حالات ٹھیک ہو جائیں گے، اگر ایسا نہ ہوا تو پھر اِسے ٹھیک کرنے کے لیے ہمیں کچھ کرنا پڑے گا۔ وہ اپنے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونک رہے ہیں۔''(۸)

قائداعظم کی تقریروں کو پڑھیں تو احساس ہوتا ہے کہ درمیانی فاصلوں کے باوجود وہ ایک ہی تسبیح کے دانے اور ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں جن میں کہیں بھی جھول یا انحراف موجود نہیں۔ وہ شروع سے آخر تک تسلسل سے یہ کہتے رہے کہ قرآن ہماری سوچ و فکر کا منبع اور رہنما ہے۔اسلام مکمل ضابطۂ

حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے۔ سیرتِ نبیؐ ہمارے لیے اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ جمہوریت، مساوات اور انصاف ہم سب کے لیے راہِ نجات ہے۔ مسلمانوں کے مسائل کا حل نہرو کی سوشلزم نہیں بلکہ شریعت کے نفاذ میں مضمر ہے اور ظاہر ہے کہ شریعت کے نفاذ کے لیے ایک خطۂ زمین کی ضرورت ہے چنانچہ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے ایک آزاد ملک کا مطالبہ کیا جائے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو ہوا۔ قائداعظم نے اپنے خطاب میں کہا:

> "Muslims are not minority as it is generally understand. Muslims are a nation according to any definition of a nation and they must have their homelands, their territory and their state."(9)

قرارداد میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے جن جغرافیائی طور پر ملحقہ علاقوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ ان پر مشتمل آزاد اور خودمختار مسلمان ریاستیں ریاستیں قائم کی جائیں اور جن علاقوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ ان علاقوں کے آئین میں ان کے لیے مؤثر تحفظات مہیا کیے جائیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کی تقسیم ناگزیر تھی۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اس تقسیم پر نالاں تھے۔ محمد علی جناح نے واضح کر دیا کہ متحدہ ہندوستان کا تصور کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پاکستان حاصل کرنا ان کے لیے زندگی اور موت کا سوال تھا۔ حصول پاکستان کے بعد ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو آئین ساز اسمبلی کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ’’میں اس پر مزید زور نہیں دے سکتا۔ ہمیں اس جذبے سے کام شروع کر دینا چاہیے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اکثریت و اقلیت کے یہ اختلافات ہندو قوم اور مسلمان قوم کی یہ تفریق کیوں کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ آپ کے اندر پٹھان، پنجابی، شیعہ، سنی وغیرہ موجود ہیں‘‘ ختم ہو جائے گی۔ حقیقت میں اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو کہوں گا ہندوستان کی آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ مذہبی تفریق ہی تھی۔ ورنہ ہم بہت پہلے آزادی حاصل کر لیتے۔‘‘(۱۰)

پاکستان کے قیام کی وجوہات مذہب کے علاوہ سیاسی اور اقتصادی بھی تھیں لیکن کچھ عناصر بدستور مصر تھے کہ پاکستان صرف مذہب کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اگر پاکستان مذہب کے نام پر حاصل ہوا ہے تو اس کے وہ معنی نہیں ہیں جو انڈیا پیش کر رہا ہے۔ اسلام مکمل طور پر فرقہ پرستی کی نفی کرتا ہے

اور مذہبی رواداری کے لحاظ سے مکمل سیکولر خصوصیات کا حامل ہے جب کہ بھارت کا ہندومت بنیادی طور پر فرقہ پرستی ہی کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریکِ پاکستان مذہب پر مبنی ہونے کے باوجود فرقہ پرستی کی بجائے ایک مکمل نظریہ حیات کی صورت میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نظریہ پاکستان فرقہ پرست تحریک کا محرک نہیں بنا، بلکہ قیامِ پاکستان کا بنیادی سبب بنا۔ قائد اعظم نے ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء کو چاٹگام کے جلسے میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''جب ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد عمرانی عمل اور اسلامی سوشلزم کے اصولوں پر رکھی جائے اور بنی نوعِ انسان کی اخوت اور مساوات پر زبردست زور دیتے ہیں تو آپ میرے اور لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں اور اس طرح جب آپ ہر شخص کے لیے مساوی مواقع مانگتے ہیں تب بھی آپ میرے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔'' (۱۱)

وہ دانشور جو قائد اعظم کو بڑی رعایت کے ساتھ محض سیاست دان یا زیادہ سے زیادہ مسلمان قوم کے ایک کامیاب وکیل کا درجہ دیتے ہیں اور جن کی زبانیں اتنی تعریف کے بعد گنگ ہو جاتی ہیں۔ تھوڑی دیر کے لیے تاریخ کے حوالوں سے قائد اعظم کے کردار اور قوم کے لیے ان کی کامیاب جدوجہد کو سامنے رکھیں تو انھیں آسانی سے یقین آ جائے گا کہ قائد اعظم نہ معروف معنوں میں محض ایک سیاست دان تھے اور نہ مروج اصطلاح میں ایک وکیل بلکہ ان کا وجود اور خدمات اس کے سوا تھیں۔ پاکستان نے اپنی زندگی کا ایک سال مکمل کیا تو قائد اعظم اس وقت علالت کے باعث کوئٹہ میں مقیم تھے۔ انھوں نے ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو اپنا پیغام ریکارڈ کروایا۔ اس پیغام میں انھوں نے کہا:

> ''پاکستان کا قیام ایک ایسی حقیقت ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال ملنا محال ہے۔ پاکستان دنیا کی سب سے بڑی مملکت ہے اگر ہم نے پوری دیانت داری، خلوص اور مستعدی سے کام کیا تو بہت جلد سیاسیات عالم میں شاندار حیثیت اختیار کرے گا۔ مجھے پورا اعتماد ہے کہ پاکستانی عوام ہر موقع پر اسلامی تاریخ کی روایات عظمت اور شان و شوکت کو زندہ کر دکھائیں گے۔'' (۱۲)

ان تھک کوشش سے حاصل کیے ہوئے پھل کا مزہ وہ زیادہ دیر نہ لے سکے۔ دن رات کی مشقت نے اُن کی صحت پر برا اثر ڈالا وہ روز بروز کمزور اور لاغر ہوتے جا رہے تھے۔ زیارت سے کوئٹہ تشریف لے آئے پھر چھ ستمبر کو کوئٹہ سے کراچی آ گئے۔ اُن کی صحت بہت بگڑ چکی تھی۔ بار بار غشی کے عالم میں ایک ہی لفظ اُن کے ہونٹوں پر کھیل رہا تھا۔ اللہ پاکستان، اللہ۔۔۔ پاکستان، آخر کار گیارہ ستمبر

۱۹۴۸ءکو دس بج کر پچیس منٹ پر وہ تاریک گھڑی آ گئی کہ اس مردِ مجاہد نے دنیا کو خیر باد کہہ کر خالقِ حقیقی کا دیدار حاصل کر لیا اور اپنی قوم کو بے یارومدد گار چھوڑ دیا۔ گورنمنٹ ہاؤس کے گرد ان گنت لوگ حزن و ملال میں مستغرق ماتم کناں کھڑے تھے۔۱۲ستمبر کو عیدگاہ کے میدان میں اس مردِ مجاہد کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ چار لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی اور ایک سنہری باب ختم ہو گیا:

چھن گیا اک گوہرِ تابندہ پاکستان سے
ہو گئے تاریک مسلم کے لیے اف شش جہات
پوچھا ہاتف سے جو اختر نے ندا آئی معاً
''کُلُ نفسٍ ذائقۃ الموت'' ہے

حوالہ جات

۱۔ صفدر محمود، ڈاکٹر، مسلم لیگ کا دورِ حکومت، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء، ص:۲۳

۲۔ حمزہ علوی، پاکستان، ریاست اور اس کا بحران، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۲ء، ص:۱۲۰

۳۔ عشرت رحمانی، تاریخِ سیاستِ ملی، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۵ء، ص:۱۳۱۔۱۳۰

۴۔ صفدر محمود، جاوید ظفر، Foundation of Pakistan، جلد اول، لاہور: پبلشرز یونائیٹڈ، ۱۹۶۸ء، ص:۳۰۵

۵۔ جہانگیر بدر، جمہوریت کا ارتقا، لاہور: اعزاز الدین ٹی۔بی۔ایم پبلشرز، ۲۰۰۷ء، ص:۳۸۷

۶۔ نیاز احمد سنگھیڑو، چوہدری، پاکستان میں قوم سازی کا عمل، لاہور: آب وتاب پرنٹرز، ۲۰۰۸ء، ص:۳۳

۷۔ محمد خان عزیز، چوہدری، سردار، حیاتِ قائداعظم، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء، ص:۲۳۶

۸۔ محمود عاصم، مرتبہ: افکارِ قائداعظم، لاہور: مکتبۂ عالیہ، ۱۹۹۲ء، ص:۲۹۹

۹۔ صفدر محمود، ڈاکٹر، اقبال، جناح اور پاکستان، لاہور: مکتبۂ عالیہ، ۱۹۹۶ء، ص:۳۷

۱۰۔ سلیم چوہدری، قائداعظم (بے مثال شخصیت درخشاں کردار کی جھلکیاں)، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء، ص:۲۸۹

۱۱۔ آزاد کوثر، پاکستان کلچر کی مختلف جہتیں، لاہور: ری پبلکن بکس، ۱۹۸۸ء، ص:۵۰۔۴۹

۱۲۔ محمود عاصم، مرتبہ: افکارِ قائداعظم، ص:۴۶

☆......☆......☆

عظیم قائد کا عظیم آرٹ

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

Dr. Muhammad Arshad Ovaisi

Head, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

محمد لقمان

Muhammad Luqman

Ph.D Scholar, Department of Urdu,
Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah was renowned political leader and founder of Pakistan. He was blessed with amazing ability of oration. His speeches and behests are magnificient godown of National Language of Pakistan. His literary inclinations and ideas exerted everlasting impression on Urdu Language and Literature. As an artist he was convinced of elevated contents, supreme contemplations and elegant description. His style of narration is unadorned, simple and easy. Ratiocination, perception, clarification, veteran and countenace are distinctive features of his incomparable art. Brevity, contraction and comprehensiveness of Quaid's Art greatly influenced Urdu Language. Quality of meaningfulness, fluency and ripeness made Quaid's Art precious.

آرٹ Art کے لیے اردو زبان میں فن اور عربی زبان میں ساخت اور صناعت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اردو زبان میں فن کے لیے ہنر، لیاقت، استعداد، صلاحیت، مشق، تجربہ اور کاری گری کی اصطلاحات بھی مستعمل ہیں۔ فن عام طور پر ریاضت، ہنر، آرٹ اور تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار